www.pklibrary.net

حیاتینِ بُ

www.pklibrary.net

حیاتینِ 'ب'

ایجرٹن روڈ کے عین وسط میں جہاں جلی حروف میں "روڈاپ" لکھا ہوا تھا، اور نصف درجن کے قریب سُرخ پھریرے ہوا میں لہرا رہے تھے۔ میں بطور ایک چھوٹے اوورسیر کے مزدوروں کے کام کی نگرانی کر رہا تھا۔ میرے ہاتھ میں ایک بہت لمبا ٹیپ تھا۔ جس سے بار بار مجھے مرمت طلب سڑک اور کٹی ہوئی روڑی کی پیمائش کرنی پڑتی تھی۔

'روڈاپ' بورڈ کے پاس ہی کولتار کے چند خالی پیپے پڑے تھے، اور اُن پر سرخ شیشوں والی بتیاں رات کے وقت استعمال کے لئے اقلیدسی نصف دائرہ میں پڑی تھیں۔ قریب ہی پگڈنڈی میں چند گہرے سے گڑھے نظر آرہے تھے۔ اُن گڑھوں کو بطور چولھے کے استعمال کرتے ہوئے سڑک کے مرمت شدہ حصے پر بچھانے کے لئے کولتار کو گرم کیا جا رہا تھا۔ اور دور ایک چیختا چلاتا ہوا انجن بچھی ہوئی کنکریوں کو دبا رہا تھا۔

پھریروں اور خالی ٹینوں کے ساتھ ہی چند مارواڑی اور پوربی عورتیں سڑک کے مرمت طلب قطعہ زمین کو بڑے بڑے برشوں سے صاف کر رہی تھیں۔ اور اپنے مخصوص سُرتال سے گا کر اپنے کام میں روح پھونک

www.pklibrary.net

رہی تھیں۔ پاس ہی سول لائن کے تھانے اور ایک بڑی سی نرسری کے درمیان ایک لہسوڑے کے نیچے دو ایک بچے بلک رہے تھے۔ نرسری میں چند ایک چھوکرے غلیلیں اور گوپھیے ہاتھ میں لئے ثمر آور پودوں سے طوطوں وغیرہ کو اڑا رہے تھے۔ کنکری چھوڑتے وقت وہ بلند آواز سے 'اللہ اکبر' پکارتے۔ کبھی کبھی بے وجہ چیختے، زور زور ہنستے اور اپنی آواز کی گونج سے حظ اٹھاتے۔ میری توجہ نرسری کی طرف لہسوڑے کے نیچے بلکتے ہوئے بچوں کی طرف منعطف ہو گئی۔ بچوں کے پیٹ پھولے ہوئے تھے۔ اور اُن کی چھاتیاں اندر کو دھنس گئی تھیں۔ جب کوئی مارواڑی یا پوربی عورت اپنے بچے کو دودھ پلانے کے لئے اُٹھتی تو ٹھیکیدار عرفانی خشم آلود نگاہوں سے اس کی طرف دیکھنے لگتا، مگر جیسے ہی پس پشت گرگرانا ہوا انجن سیٹی دیتا۔ عرفانی اچھل کر انجن کی زد سے باہر پٹڑی پر کھڑا ہو جاتا۔

اس دفعہ ٹھیکیدار عرفانی نے ٹنڈر بہت کم رقم کا بھرا تھا، اس لئے مزدوروں پر سخت نگرانی تھی۔ سستانا، گرگڑی کے کش لگانا، دن میں دو دفعہ سے زیادہ پیشاب کے لئے کام کو چھوڑنا قواعد کے خلاف تھا۔ بچوں کو ایک دفعہ سے زیادہ دودھ پلانے کی اجازت نہ تھی، ماوریت کے پھلنے پھولنے یا پیدائش کی شرح کا کسی کو خیال نہ تھا۔ اور نہ حکومت کی طرف سے کوئی آسائش مہیا تھی۔ یوں محسوس ہوتا تھا۔ جیسے وہ بلکتے ہوئے

www.pklibrary.net

بچے بھوک سے نڈھال ہو کر مر جائیں گے۔

جمعدار رام اوتار کی مدد سے میں پگڈنڈی پر پڑی ہوئی روڑی کو ناپنے لگا۔ روڑی ساڑھے تین فٹ چوڑی اور آٹھ فٹ لمبی اور ایک فٹ اونچی تھی۔ اور میرے اندازے کے مطابق ایک بڑے سے بیضوی گڑھے کے لئے کافی تھی۔ اس وقت میں نے ماتا دین کو اپنے ساتھیوں سے علیحدہ ہو کر سستانے کی خاطر بیٹھتے دیکھا۔ ماتا دین ایک ادھیڑ عمر کا پوربی مزدور تھا۔ ذات اس کی کورمی تھی۔ جسم کے لحاظ سے وہ باقی مزدوروں سے کہیں اچھا تھا۔ دھوپ میں ماتا دین کا پسینہ سے شرابور سیاہ رنگت کا عریاں تنومند جسم ایک بڑے سے کانسی کے مجسمے کی مانند دکھائی دیتا تھا۔

ماتا دین کو اس حالت میں دیکھ کر میں نے ٹیپ کو جمعدار رام اوتار کے حوالہ کیا اور 'روڈ اپ' کو پھلانگ کر ماتا دین کے پاس جا پہنچا۔ اور بلند آواز سے چیخا۔ "ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ماتا دین"

ماتا دین گھبرا کر اٹھ بیٹھا، اور اپنی خمار آلود نگاہیں مجھ پر ڈالتے ہوئے بولا۔ "مالک!"

"ہاں! مالک ۔ ۔ ۔ ۔ آرام کر رہے تھے نا؟ ۔ ۔ ۔ شاید تم عرفانی کے مزاج سے اچھی طرح واقف نہیں ہوئے"

"رات بھر جاگتا رہا ہوں۔ اس لئے ذرا ۔ ۔ ۔"

www.pklibrary.net

"یہ کوئی وجہ نہیں۔"

ماتادین ایک مہیب انداز سے مسکرا کر اپنے کام میں مشغول ہو گیا، اُس کے بدشکل چہرے میں مسوڑھے پھول کر بڑے بڑے گھناؤنے دانتوں کو گویا چھوڑ رہے تھے۔ وہ روڑی کوٹتے ہوئے بولا۔

"کام چور نہیں ہوں مالک . . . . آپ جانتے ہیں میں تو دو ٹکیوں میں کام کئے جاتا ہوں مگر . . . ."

ماتادین ایک ایماندار مزدور تھا۔ وہ باقی مزدوروں سے زیادہ ذہین تھا۔ اُسے دوبارہ بات سمجھانے کی ضرورت کبھی نہیں پیش ہوئی تھی۔ صبح جب اسی سڑک پر سورج کی پہلی ٹکیہ مشرق کی طرف زسری کے چھوٹے چھوٹے درختوں کے پیچھے سے نمودار ہوتی اس وقت سے لے کر شام تک جب کہ دوسری ٹکیہ مغرب کی طرف شہر کے مکانوں کے بے ربط منڈیروں کی طلائی مغزی ادھیڑتے ہوئے ڈوب جاتی، وہ دو ٹکیوں میں برابر کام کئے جاتا۔ اسی اثنا میں گرد و غبار سے سینہ صاف کرنے کے لئے ماتادین کوڑی بھر پشاوری گڑ کھاتا۔ اور چھپ کر ایک آدھ گڑگڑی کا کش لگاتا۔ میں نے اس سے پہلے کبھی اُسے دم لیتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔

عرفانی نظر سے اوجھل کھڑا تھا۔ اپنی ذمہ داری کا احساس دلانے کے بعد میں نے ماتادین سے پوچھا۔

www.pklibrary.net

"عرصہ سے من بھری ان عورتوں میں دکھائی نہیں دیتی . . . . اچھی تو ہے نا؟"

"اجی کہاں اچھی ہے" ماتا دین بولا "اسی کے لئے تو دت کو جاگنا پڑتا ہے اور دن کو میری یہ دشا ہوتی ہے۔"

مجھے ایک مخدوش سے قطعہ زمین کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں سڑک کے ایک دم مغرب کی طرف مڑ جانے کی وجہ سے انجن کے پہیے پہنچنے سے قاصر تھے۔ مگر میری توجہ کو اپنی طرف کھینچتے ہوئے ماتا دین بولا۔

"مالک . . . . . اسے بیری بیری ہو گئی ہے۔ شاید مجھے یہ نوکری چھوڑنی پڑے۔"

"بیری بیری؟" میں نے اپنے شانوں کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔ "میں نہیں جانتا بیری بیری کیا ہوتی ہے؟"

ماتا دین بولا "آپ بیری بیری بھی نہیں جانتے . . . . آپ سے پڑھے لکھے آدمی نہ جانیں گے تو اور کون جانے گا؟"

——— اور ایک مستعار سی مسکراہٹ ماتا دین کے چہرے پر لڑھکنے لگی۔ اس نے اپنی پھٹی ہوئی دھوتی کے ایک پلّے کو کمر سے نکالا اور کپڑے کی کئی تہوں میں سے کاغذ کے ایک خستہ ٹکڑے کو برآمد کرتے ہوئے میرے

www.pklibrary.net

ہاتھ میں دے دیا، وہ لال جی بھارتی جی خیراتی ہسپتال کی تشخیصی پرچی تھی۔ مرض کا نام بیری بیری لکھا تھا۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ پٹھوں میں ورم ہو جانے کو بیری بیری کہتے ہیں، اور یہ مرض خوراک میں حیاتین ب کے کافی مقدار میں موجود نہ ہونے کا لازمی نتیجہ ہے۔

"تو کیا من بھری کے پٹھوں میں ورم ہو چکے ہیں؟" میں نے پوچھا۔

ماتا دین نے انگوٹھے اور انگلی سے ایک بڑے سے سوراخ کی شکل پیدا کرتے ہوئے کہا۔ "اِتے بڑے . . . سرکار۔"

میرے جسم میں ایک سنسنی سی دوڑ گئی۔

ماتا دین کہنے لگا۔ "اُسے کھوراک اچھی نہیں ملتی . . . . ڈاک ٹر کی رپٹ دیکھی ہے نا آپ نے؟ اس نے گول مانس، انڈے، مکھن اور پنیر کھلانے کے لئے کہا ہے۔"

اس وقت میں سوچنے لگا۔ بھلا روکھی سوکھی دال چپاتی میں سے من بھری کیونکر حیاتین ب اخذ کر سکتی ہے۔ اگرچہ کوری، کرمی اور نیچ ذات کے پوربی لوگ گوشت کھا لیتے ہیں۔ مگر ماتا دین پٹھوں کا نرم نرم گوشت، انڈے، مکھن، پنیر، ٹماٹر اور اس قسم کی امیرانہ خوراک کہاں سے مہیا کریگا جہاں تک میرا خیال تھا، اس نے تو عرصہ سے سبزی بھی استعمال نہ کی تھی۔ اور اپنے گاؤں سے کسی بھائی بند کے ہاتھ مسور کی دال منگوا رکھی تھی۔

www.pklibrary.net

جسے وہ صبح و شام کھاتا تھا۔ تبھی تو اُسے دانتوں کی سکروی (SCURVY) تھی۔ سکروی، خوراک میں حیاتین ج کے مفقود ہونے کا نتیجہ ہے اسکے مسوڑھے بہت زیادہ پھول کر بڑھے میڑھے دانتوں کو چھوڑ رہے تھے۔ میں نے کہا "خواہ کسی ماتا دین یا گنگا دین کی جورو من بھری سے زیادہ خوبصورت ہو۔ اور کوئی اسکے لئے ماتا دین سے زیادہ جفاکشی کرے۔ مکھن، پنیر کی سی خوراک مہیا نہیں کر سکتا۔ اسکے بعد میں اس ڈاکٹر کی حماقت پر ہنسنے لگا۔ جس نے بیری بیری کا نام ماتا دین کے ذہن نشین کرا دیا تھا۔ اور اس قسم کی خوراک بطورِ علاج کے لکھ دی تھی۔ ماتا دین کے بیان کے مطابق ڈاکٹر کا اپنا رنگ 'سنگ پھی' (شنگرفی) ہو رہا تھا۔ کوئی جانے 'کھون پھٹ کر باہر آجائے گا'۔ ڈاکٹر نے ماتا دین کو وہ دوائی کی بوتل بھی دکھائی تھی، جس میں حیاتین ب کا جزو کافی مقدار میں موجود تھا۔

یکایک مجھے یاد آیا۔ ماتا دین کام چھوڑنے کے متعلق کہہ رہا تھا۔ میں نے پوچھا۔

"تم یہاں سے کام چھوڑ دو گے .... کہاں جاؤ گے ماتا دین؟"

"چھاؤنی میں مالک! .... وہاں ڈنڈی دار کے پاس ملازم ہو جاؤنگا ——— ڈنڈی دار تمہاری طرح مہربان ہے"۔

پھر ماتا دین نے بتایا۔ کہ ایجرٹن اور ایبٹ روڈ کی مرمت سے پہلے

www.pklibrary.net

جب کرلاٹ صاحب کا دفتر بن رہا تھا۔ وہاں ماتادین اور من بھری کام کر رہے تھے ڈنڈی دار اُدھر آنکلا۔ دھوپ میں بیٹھی ہوئی من بھری کو دیکھ کر ماتادین سے بولا۔ "اس بچاری کو کیوں تکلیف دیتے ہو، میرے ساتھ چھاؤنی چلو، اسٹور میں بہت سے قلی چاہئیں۔ تمہیں رکھ لیں گے۔ پیسے اچھے مل جائیں گے۔"

پھر اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے بولا۔

"اس نے کھوراک دینے کا بھی وعدہ کیا مالک .... اسٹور میں کام کرنے والے ڈنڈی دار آنکھ بچا کر وہاں سے بہت کچھ اڑا سکتے ہیں میس (MESS) میں سے پنیر، انڈے وغیرہ بھی لے سکتے ہیں۔ کم از کم راشن میں سے تو کچھ نہ کچھ اُن کے پلے پڑ ہی جاتا ہے۔"

میں نے سوچا، شاید ماتادین کو وہاں سے جیاتین ج بھی مل سکیں اور اس کی سکروی بھی دور ہو جائے۔ میس میں کاہو، گوبھی، کرم کلا، شلجم، رام تری بھی کچھ تو آتا ہے۔

ایک محنتی مزدور کو کھو دینے پر ضرور رنج ہوتا ہے۔ مگر میں نہیں چاہتا تھا کہ ماتادین کو کسی صورت بھی اسکے ارادہ سے باز رکھوں، کون جانے من بھری کی بیری بیری کا علاج ہو جائے اور پھر وہ بھی سنگپر بھی ہو جائے۔

www.pklibrary.net

چند دنوں بعد میں عرفانی کا معتبر ملازم ہو گیا۔

ایک پرانے قبرستان میں ہمارے بزرگوں کی ہڈیوں اور ایک مسماسی گڑھی کے کھنڈروں میں سے ایک سرکاری عمارت آہستہ آہستہ اٹھانے لگی۔ میرے ہاتھ میں وہی پرانا ٹیپ تھا۔ بسا اوقات مجھے بنیادوں کے اندر گھس کر کھدائی کی پیمائش کرنی ہوتی۔ اور کبھی کندہ کاروں اور سنگتراشوں کے کام کا جائزہ لینا ہوتا۔

عرفانی نے تمام بچوں والی عورتوں کو کام سے علیحدہ کر دیا تھا۔ جو عورتیں ملازم رکھی گئی تھیں۔ وہ پیسے کم لیکر مردوں کے برابر کام کرتی تھیں، جب سرکاری تعمیر کی چھت پر لنٹل ڈالنا پڑا۔ تو چند ایک مزید مزدوروں کی ضرورت لاحق ہوئی، یہ کام عرفانی نے میرے سپرد کیا۔ مجھے چند محنتی اور ایماندار مزدوروں کی ضرورت تھی، میں نے جمعدار رام ادتار سے ماتا دین کا پتہ پوچھا۔ کانے جمعدار نے مشکوک نگاہوں یا نگاہ سے میری طرف دیکھا اور پھر ہنستے ہوئے ماتا دین کا پتہ بتا دیا۔ اور میں اس کی تلاش میں چھاؤنی جا پہنچا۔

شام کا وقت تھا۔ صدر بازار کی بجلیاں ابھی روشن نہ ہوئی تھیں، ایک گہرا دھواں مزدوروں کی گنجان بستی لال کرتی اور فالورلائینز پر چھایا ہوا تھا۔ اور وقت سے پہلے تیرگی پیدا کر رہا تھا۔ بڑی دقت کے بعد

www.pklibrary.net

مجھے ماتا دین کی جھونپڑی ملی۔ ایک بیٹھے ہوئے چھپر کے دروازے پر ٹاٹ کا پردہ پڑا تھا۔ اور جھونپڑی میں ماتا دین گڑگڑی سلگا کر تمباکو پی رہا تھا۔ ایک خاص قسم کی بو سب طرف پھیلی ہوئی تھی، ماتا دین کے قریب ایک رکابی میں کوڑی بھر مکھن پڑا تھا۔ ایلومینیم کی ایک تھالی میں ایک بڑا سا گوبھی کا پھول رکھا تھا۔ اور پھول میں سے ایک سنڈی کچھ چپ چپا، لسلسا سا لعاب اپنے پیچھے چھوڑتی ہوئی تھالی کے کنارے کنارے رینگ رہی تھی۔

ایک حیاتین ج سے تہی مسکراہٹ ماتا دین کے ٹیڑھے میڑھے دانتوں اور پھولے ہوئے مسوڑھوں کو دکھانے لگی۔ عین اُس وقت جھونپڑی کے اندر سے کراہنے کی آواز آئی۔

میں نے جھونپڑی کے اندر ایک تاریک سے کمرے میں جھانکا، اس کمرے میں من بھری پڑی تھی۔ وہاں ہوا اور روشنی کی پہنچ نہ تھی، میں نے کہا مہربان ڈنڈی دار کی مہربانی سے من بھری کو خوراک تو اچھی مل جاتی ہے۔ ممکن ہے اسے بیری بیری سے نجات حاصل ہو جائے تو بھی اس قسم کی فضا میں ضرور وہ کسی اور خوفناک بیماری کا شکار ہو جائے گی۔ دنیا میں خوراک ہی سب کچھ نہیں روشنی بھی تو ہے۔ کھلی ہوا ہے .... اور دق ہے!

یک لخت روشنی سے اندھیرے میں چلے جانے پر مجھے کچھ دکھائی نہ دیا، پھر آہستہ آہستہ من بھری کا سہما ہوا چہرہ اور مسلوب جسم نظر آنے لگا، اپنے

www.pklibrary.net

کتابی اور سنگِ یشب کی طرح زرد چہرے کے ساتھ من بھری ہو بہو اس مصری لاش کی مانند دکھائی دیتی تھی۔ جس پر ابھی ابھی حنوطی عمل کیا گیا ہو اور جسے نسلوں تک محفوظ رکھے جانے کے لئے ممی میں اتارا جانا ہو۔

ماتا دین نے گڑگڑی کا ایک لمبا کش لگایا، اور برتن میں سے سُنڈی نکال کر باہر پھینک دی۔ گوبھی کو چیرا، اور مصالحہ بھونتے ہوئے اُسے تسلے میں ڈال دیا۔ اس نے بتایا کہ اس کی جورو کے بیمار ہونے کی وجہ سے ڈنڈی دار اُسے بہت کم کام دیتا ہے، تمام قلی افسروں کی ٹھوکریں کھاتے ہیں مگر اسے افسروں کے نزدیک جانے کا کام ہی نہیں دیا جاتا۔ اسٹور کیپر ڈنڈی دار کا سگا ماموں ہے۔ راشن میں سے سب کچھ مل جاتا ہے۔ آخر ڈنڈی دار کتنا اچھا آدمی ہے، ایسے چند آدمیوں کے سہارے ہی تو دنیا جیتی ہے۔

پھر میرے قریب آتے ہوئے ماتا دین بولا۔ "ایک کھُسی کی کھبر سناؤں مالک؟"

——— اور پھر میرے کان کے قریب منہ کر کے بولا: "وہ امید سے ہے۔"

ماتا دین کے بیان کے مطابق ساڑھے تیرہ برس بیاہ کو آئے تھے، اور اس وقت تک اولاد کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ میری دانست میں تو یہ ماتا دین کی خوش قسمتی تھی۔ غریب طبقہ کے لوگ عموماً کثرتِ اولاد سے نالاں ہوتے ہیں، ان کے لئے تو ایک بچہ بھی بوجھ ہو سکتا ہے۔ مگر ماتا دین خوش تھا

www.pklibrary.net

میں نے سوچا شاید من بھری پہلے سے بھی زیادہ بیمار ہو جائے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ بچے کی پیدائش کے بعد اس کی کچھ بیماریاں قدرتی طور پر دور ہو جائیں۔ بہرصورت من بھری کے عرصہ تک بیمار رہنے یا زچگی میں ماتا دین کو اکیلے ہی گھر کا جوا اٹھانا پڑے گا۔ علاوہ اس کے اسکا خرچ بھی دوگنا ہو جائے گا۔

ماتا دین کی اس عجیب و غریب زندگی میں کھو کر میں اپنے کام کو بھی بھول گیا۔ میں نے کہا ڈنڈی وار کی مہربانی سے ان لوگوں کو حیاتین ب اور ج دونوں مل جاتے ہیں، ان کی خوشی ——— بچے کی امید بھی شاید حیاتین ب کا کرشمہ ہے۔ اور بچے کو بھی اس کے مقدر کا سب کچھ مل جائے گا۔ اب وہ عرفانی کی مزدوری نہیں کرے گا۔ اُسے پرواہی کیا ہے۔ میں نے اس کے سامنے مزدوروں کا تذکرہ ہی نہ کیا۔ گویا میں اُسے یونہی دیکھنے آیا تھا۔

عرفانی کا مال و اسباب شہر میں لے جانے کے لئے چھکڑوں میں سے دو ایک بیل زخمی تھے، پھر بھی ان سے برابر کام لیا جا رہا تھا۔ انجمن تحفظ جانوراں کے ایک افسر نے گاڑی بانوں کا چالان کر دیا۔ اس قضیہ کو نپٹانے کا کام بھی میرے سپرد کیا گیا، اور میں انجمن کے ایک افسر کو رشوت دینے میں مصروف تھا۔

www.pklibrary.net

ایک طرف سے ماتا دین ہانپتا ہوا آنکلا، وہ بمشکل پہچانا جاتا تھا اس چند ماہ کے عرصہ میں اس کی شکل یکسر تبدیل ہو گئی تھی۔ اسکے دانت زیادہ گھناؤنے ہو گئے تھے۔ اور اپنے سامنے کھڑے ہوئے آدمی کا چہرہ اچھی طرح دیکھنے کے لئے وہ بار بار آنکھیں جھپکاتا تھا پہلے تو وہ چند لمحات مجھے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر میری آواز کو پہچان کر بولا۔

"مالک! . . . . رام اوتار کے کہنے پر یہاں آیا ہوں، وہ کہتا تھا۔ آپ کو مجوری چاہیئے، میرا چھوٹا بھائی آپکے پاس کام کر ہی رہا ہے۔ مجھے بھی رکھ لو۔"

میں اپنی جگہ پر سے اچھل پڑا۔ بھلا دو ٹکیوں میں کام کئے جانیوالے ماتا دین کو کون مزدور نہ رکھے گا۔ لیکن میں نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"کیا ڈنڈی وار کا راشن ختم ہو گیا ہے؟"

ماتا دین کچھ نہ بولا۔

"کیا تمہیں خوراک نہیں ملتی اب؟" میں نے دوسرا سوال کیا۔

ماتا دین آنکھیں جھپکتا ہوا انجمن تحفظِ جانوراں کے افسر کی طرف دیکھنے لگا، وہ افسر جان گیا کہ یہ مزدور کچھ کہنا چاہتا ہے۔ مگر اسکی موجودگی نہیں چاہتا۔ وہ خود بخود وہاں سے ہٹ گیا اور ایک کچی دیوار کے

www.pklibrary.net

ساتھ ساتھ ٹہلنے لگا۔ ماتا دین بولا۔

کیا کہوں مالک! . . . . . ڈنڈی دار نے تو ہماری زندگی برباد کر دی کسی کی سکل سے کوئی کیا جانے۔ بڑا مدماس تھا جب مجھے کام کرتے ہوئے چند روز ہو گئے تو کہنے لگا قلیوں نے اسٹور کیپر کو شکایت کر دی ہے پھر بھی میں تمہیں تکلیف نہیں ہونے دونگا تمہیں سب کچھ گھر پہنچا دیا کروں گا۔ دو تین دفعہ گھر پہنچا۔ تو وہ مجھ سے پہلے وہاں موجود تھا۔"

"اور من بھری کہاں تھی؟" میں نے دم روکتے ہوئے کہا۔

"وہ بھی اندر تھی . . . . . سیدھی سادھی عورت . . . . جھانسے میں آگئی، سرکار ہم اجیت والے آدمی ہیں۔ جب میں نے کھری کھری سنائیں تو ڈنڈیدار نے کھوراک دینی بند کر دی۔ اور دوسروں سے ٹنگنا کام لینے لگا۔ اپھسر جھڑکنے لگے۔ قلی تنگ کرنے لگے۔ میں نے اس کی مجوری چھوڑ دی اور گودام میں کام کرتا رہا۔"

پھر ماتا دین نے اپنا شانہ برہنہ کیا۔ اس پر ایک بڑے سے زخم میں چربی دکھائی دے رہی تھی۔ ماتا دین نے اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "یہ بعد میں میں کی بوریاں اٹھانے سے ہوا . . . . میری جان ہی تو نکل جاتی، اگر میں وہاں سے ملازمت نہ چھوڑتا . . . . میں نے بدنامی بھی سہی مالک . . . . . لوگ طرح طرح کی باتیں بناتے ہیں۔"

www.pklibrary.net

انجمن تحفظ جانوراں کا انسپکٹر قریب آچکا تھا۔ میں نے پانچ کا ایک نوٹ اسکی مٹھی میں دیا۔ وہ بہت خوش ہوا۔ تمام کام ٹھیک ٹھاک کر دینے کا وعدہ دیا۔ اسوقت مجھے من بھری کے ہونے والے بچے اور اسکے مستقبل کے سوا اور کچھ نہ سوجھتا تھا۔ ماتا دین کا برہنہ شانہ اب بھی میرے سامنے تھا۔ میں نے انجمن تحفظ جانوراں کے انسپکٹر کو ماتا دین کا شانہ دکھاتے ہوئے پوچھا "کیا آپکا محکمہ ایسے ظلم کا انسداد نہیں کرتا؟" انسپکٹر صاحب نے جیب میں پانچ کا نوٹ ٹٹولتے اور اپنے پالش کئے ہوئے بوٹوں پر چھڑی مارتے ہوئے کہا "چودھری صاحب قبلہ.... وہ تو صرف جانوروں کیلئے ہے ——— اور میں نے ماتا دین کو مزدور رکھ لیا۔

سڑکوں اور عمارتوں کے چیف انجنیئر نے عرفانی کی بنائی ہوئی ایجرٹن روڈ ناقص قرار دی۔ چیف انجنیئر کے ساتھ رشوت نہ چل سکی اور ایک دفعہ پھر ایجرٹن روڈ پر روڈ اپ کے بورڈ رکھ دیئے گئے۔

پھر نرسری میں چند ایک چھوکرے سڑک پر سے کنکر اٹھا اٹھا کر اور انہیں ہوا میں چھوڑتے ہوئے دکھائی دینے لگے، وہ گوپھیے کو چھوڑتے ہوئے اونچی آواز سے اللہ اکبر پکارتے سنائی دیتے تھے ——— ماتا دین کا چھوٹا بھائی منیسر کام کرنے کے بعد دو ایک کولتار کے خالی ٹینوں کے پیچھے پڑ کر سستانے لگا۔ روڈ اپ کو پھلانگتے ہوئے میں اسکے پاس پہنچا۔ میں نے چلاتے ہوئے کہا "منیسر ہے.. منیسر"

منیسر گھبرا کر بولا۔ "مالک!"

www.pklibrary.net

"ہاں . . . مالک!" میں نے کہا۔ "سستا رہے تھے نا؟ اور ماتا دین کہاں ہے؟ اس کی چار دن سے غیر حاضری لگ رہی ہے۔"

منیسر نے دبی آواز سے کہا . . . "ماتا دین حوالات میں ہے سرکار۔"

—میں اپنی جگہ پر سے اچھل پڑا۔ "حوالات میں؟"

منیسر نے بتایا کہ ماتا دین نے ایک ڈاکٹر کے ہاں چوری کی اور بھاوج کو ایک سفید دوائی پلائی۔ بعد میں پکڑا گیا۔ پولیس آئی تو ڈبہ گھر میں ملا، بھاوج اسمیں سے آدھی دوائی کھا چکی تھی —میں سب کچھ سمجھ گیا۔ میں نے گھوم کر کام کرتی ہوئی عورتوں کی طرف دیکھا، مجھے وہ سب کی سب بیمار دکھائی دینے لگیں، گویا انہیں بڑے بڑے درم ہو رہے ہوں۔ میرے تصور میں من بھری کا سنگِ لیشب کی طرح زرد چہرہ ظاہر ہو گیا۔ مجھے ماتا دین سے بہت دلچسپی پیدا ہو گئی تھی۔ میں حوالات میں گیا۔ تو دیکھا کہ ماتا دین مسکرا رہا تھا۔ اور اس کی مسکراہٹ مستعارنہ تھی۔ اُسے اپنی قید کی رتی بھر بھی پروا نہ تھی۔ وہ خوش تھا کہ اسکے درم درست ہو جائیں گے۔ وہ خوش تھا کہ منیسر کے ہاں وہ آرام سے رہ کر ایک تندرست بچہ کو جنم دے گی — مگر ماتا دین کیا جانے کہ شدتِ غم سے من بھری کا حمل گر چکا ہے۔ وہ منیسر کے بازوؤں میں زندگی کے آخری سانس لے رہی ہے، اور خون سے منیسر کی جھونپڑی کی تمام زمین شنگرفی ہو رہی ہے ٭